AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No.4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ڈاکٹر عابد خورشید کی نظموں کا تجزیاتی مطالعہ

ANALYTICAL STUDY OF DR. ABID KHURSHEED'S POEMS

ڈاکٹر محمد شفیق آصف

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو یونیورسٹی آف سرگودھا

محمد عمیر آصف

پی ایچ ڈی اسکالر اردو الحمد اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد کیمپس

Dr. Muhammad Shafiq Asif
Assistant Professor, Department of Urdu, University of Sargodha.
Muhammad Umair Asif
PhD Scholar Urdu, Alhamd Islamic University, Islamabad Campus.

Abstract
Dr. Abid Khurshid is a contemporary urdu poet. His poems are unconventional. He touches on new topics in his poems and seems to be reviving old themes. Dr. Abid Khurshid's style is innovative. He creates a positive relationship between words and meaning. Dr. Abid Khurshid knows the art of transforming even static objects into poetic forms. This is the reason why there is freshness and variety in Dr. Abid Khurshid's poems.

بیسویں صدی کی آخری دہائی میں سرگودھا کے ادبی افق پر جو نئے شاعر نمودار ہوئے ان میں ایک اہم نام ڈاکٹر عابد خورشید کا ہے۔عابد خورشید نے غزلیں بھی کہیں اور نظمیں بھی لکھیں، تاہم وہ ان دونوں اصناف سخن میں کامیاب وکامران دکھائی دیتے ہیں۔عابد خورشید کا نظمیہ مجموعہ "یامحبت" ۱۰۲۷ء میں شائع ہوا،اس مختصر دورانیے میں جدید نظم نگاروں میں اس نے ایک اہم مقام حاصل کر لیا ہے۔عابد خورشید کی نظموں میں انفرادیت اور تازگی کا اظہار تخلیقی سطح پر نمودار ہوتا ہے۔

پروفیسر انور جمال رقم طراز ہیں:

" نظم انسان کی وہبی اور فطری صلاحیت کی وہ معجز نمائی ہے جس کے عملی عناصر کو تلاش کرنا،ناممکن ہے۔ہم آسانی سے اسے تخلیق اور تخیل کی کار فرمائی کا نام دے سکتے ہیں، جس میں زبان اور ہیئت "آلات" کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ نظم کی تخلیقی صنعت کاری کے عناصر کو الگ نہیں کیا جا سکتا"(۱)

عابد خورشید نے اپنی انفرادیت کو کئی حوالوں سے برقرار رکھا ہے وہ نظم کو نئے فکری وہیئتی ملبوس میں دیکھنے کا خواہاں ہے۔اسی لیے وہ نظم کے اظہار و بیان کے لیے نئے پیکر تراشتا دکھائی دیتا ہے۔عابد خورشید کی نظم "چلو خواہش کا در کھولیں" ملاحظہ کیجئے:

چلو خواہش کا در کھولیں
جو لمحے ٹوٹ کر اندھی فضاؤں میں معلق ہیں
انھیں جوڑیں
بدن معبد سے ہم باہر نکل کر
نظر سے گرد کے جالے اتاریں

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No.4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ہر اک روزن سے
ضو بن کر گزر جائیں
وہ تشبیہیں جو اب بھی طاقچوں پر
کھلی آنکھوں کی صورتیں دیکھتی ہیں
ہم ان میں جذب ہو جائیں
مگر!!....
دل کے پرانے، سوکھتے بوڑھے شجر سے
شجر کے ساتھ لپٹی بیل سے اس کی جڑوں سے
جو گرہیں لگ چکی ہیں
انھیں اب کھول دیں!

عابد خورشید پرانی روش سے انحراف کرنے والا شاعر ہے وہ نظم کی بوسیدہ عمارت میں اقامت گزین ہونے کے بجائے ضو بناتی ہوئی فضا میں رہنے کا خواہاں ہے اسی لیے وہ امکان کے نئے در کھولنا چاہتا ہے۔ ڈاکٹر حنیف سرمدر قم طراز ہیں:

"اسلوبیاتی تناظر میں عابد خورشید کی نظموں کا مطالعہ کیا جائے تو ان کے ہاں شعری لفظیات کے انتخاب اور برتاؤ میں ندرت خیال اور جمالیاتی دلکشی ہے۔ یہ ایسی شاعری ہے جس کے اسالیب و استعارات عصری حسیت سے ہم آہنگ ہیں" (۲)

عابد خورشید قریباً تین عشروں سے شعر و سخن کی وادیِ پر خار میں محوِ سفر ہے۔ تاہم اس نے کہیں بھی روایتی اظہاریت کو اپنانے کی کوشش نہیں کی۔ اس کے ہاں روایتی سوز و گداز بھی خال خال ہی ملتا ہے۔ عابد خورشید نے جدید ڈکشن کو اپنانے کی جو شعوری کوشش کی ہے اس میں وہ کامیاب نظر آتا ہے وہ قنوطیت کی بجائے رجائیت کا علمبردار ہے:

سنو! ....
یہ کارنس کی نوک پر جلتا دیا
اک دن تمھیں بیمار کر دے گا
تمھیں یہ تو پتہ ہو گا
دھویں کی لو جہاں جاتی ہے سیاہی پھیل جاتی ہے
کسیلی، ملگجی ایسی کثافت میں
تمھیں جب سانس آئے گا
دکھوں کی تہہ
بدن کی وسعتوں میں روگ بن کر بیٹھ جائے گا
سنو!....
دیئے کا اپنا دکھ بھی ہے

(تمھیں بیمار کر دے گا)

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No.4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

عابد خورشید اپنے معروض اور ماحول کے انحطاط سے بخوبی واقف ہے لہٰذا نہ صرف زمانے کے انتشار کو اپنی داخلی حسیات پر اثر انداز ہونے سے روکتا ہے بلکہ وہ دوسروں کو بھی باخبر کرتا ہے کہ پرانی روش اور شعری روایت نئے تغیر کی تلاش میں ہے:

ایک کھڑکی ہے
اور اس کے ساتھ ہی اک دوسری کھڑکی ہے
جس کے طاقچے میں
اک دیا لو دے رہا ہے
دور........دریا کے پرانے پل کے
نیچے
اک شکستہ ناؤ
ٹھہرے پانیوں میں منتظر ہے
یہاں بارشوں کی بوندیں خشک پتوں پر گر رہی ہیں
ریت کے اوپر
کسی کے بھاگتے قدموں کے مدھم سے نشاں ہیں

(کہانی آپ نے خود ہی بنانی ہے)

عابد خورشید کی اس نظم کی روایتی تشریح کرنا یقیناً نئی نظم کی معروضی صورت حال سے بے خبری کا اشاریہ ہو گا۔ عابد خورشید کی نظمیہ شاعری یک رنگی کا شکار نہیں ہوئی اس کے شعری اسلوب کو ہم متعدد شیڈز میں تفہیم کر کے دیکھ سکتے ہیں۔ اس کی نظم کے ہر شیڈ اور رنگ میں اس کا تخلیقی وفور موجود ہے:

اٹھو بھی........اب
سورج کو باہر آنا ہے....اٹھو بھی....
انگڑائی کے زخم کے اندر، کتنے خم ہیں
اٹھو گے تو
تب ان کو ہموار کرو گے
کتنے لمس ہیں جو پلکوں سے مس ہونا ہیں
کتنی شکنیں، خوابیدہ پہلو کے
نیچے
دبی پڑی ہیں
دیکھو........
گھر کی بیری پہ چڑیاں
گم صم، گم صم (اٹھو ابھی اب)

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No.4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

عابد خورشید بنیادی طور پر شاعر یعنی فکری تخلیقی فنکار ہے تاہم وہ ایک ذہین نقاد اور محقق ہونے کی وجہ سے جدید شاعری کی کرافٹنگ اور بنت کاری کا بھی خیال رکھتا ہے وہ نظم کو روایتی انداز میں نہیں لکھتا بلکہ وہ اسے منظر کے مطابق پینٹ کرنے کی تخلیقی کوشش کرتا ہے جس میں وہ مکمل طور پر کامیاب ہے۔ جیلانی کامران کہتے ہیں:

" نظم کا لسانی پیکر شعری زبان، علامتوں اور استعاروں سے مل کر پیدا ہوتا ہے اور یہ اجزاء فکری نظام اور شاعر کی تہذیبی تربیت سے براہ راست وابستہ ہوتے ہیں"(۳)

عابد خورشید کی نظموں میں معروضی زندگی کی رنگارنگی، اور فکری توانائی نظر آتی ہے :

ایک مکمل نظم ہوئی ہے!
شام کی ساری زردی میں نے
اپنی آنکھوں میں گھولی ہے
دو اک گھونٹ بھرے ہیں اس کے
چھت پر آ کر بیٹھ گیا ہوں
ایک طرف رسی کے اوپر گیلے کپڑے سوکھ رہے ہیں
ایک طرف اک رات کی رانی جانے کب سے بھیگ رہی ہے
ایک مکمل نظم ہوئی ہے

(ایک مکمل نظم ہوئی ہے)

عابد خورشید عمل اور رد عمل اور متضاد کیفیات کو نقش کرنے کے ہنر سے بھی واقف ہے۔ اس کی اکثر نظموں میں متضاد کیفیات ساتھ ساتھ رواں نظر آتی ہیں وہ جانتا ہے کہ جس طرح ہر عمل کا ایک رد عمل ہوتا ہے، بالکل اسی طرح رویوں اور اشیاء کا تضاد بھی ایک نئی خصوصیت کو جنم دیتا ہے۔ڈاکٹر حنیف سرمد رقم طراز ہیں:

”عابد خورشید کی یہ نظمیں حیات وکائنات کی تلخ وشیریں، تاریک وروشن اور مثبت ومنفی صداقتوں کو اپنے باطن میں سموئے ہوئے ہیں۔ عابد خورشید ایک ایسا تخلیق کار ہے، جس کے اندر آفاقی دکھ، غم اور خوف کی حیاتی لہروں کا طوفان برپا ہے مگر وہ ان تلاطم خیز موجوں پر تنکے کی طرح بہہ جانے کے بجائے ایک ناقابل تسخیر چٹان بن کر کھڑا ہے۔ وہ اس کائناتی المیہ سے اپنے تخلیقی تجربے کو یاسیت اور قنوطیت کا حامل بنا کر قاری کے لیے روحانی اذیت ناکی پیدا کرنے کے بجائے اپنی تخلیقی توانائی کو بروئے کار لاتے ہوئے زندگی کی رمق، محبت کی خوشبو، جینے کی آرزو، اور امید کی طراوت کو اپنے سے جدا نہیں ہونے دیتا۔“(۴)

عابد خورشید زندگی کے تمام پہلوؤں کو اپنے تخلیقی رنگوں میں اتارنے پر مکمل قدرت رکھتا ہے،اس کے احساسات نظموں کے پیکر میں ڈھل کر اس کے تخلیقی نقطہ نظر کی عکاسی کرتے ہیں۔ بحیثیت مجموعی عابد خورشید کی نظمیہ شاعری عصر رواں کا ایک موثر اور موقر تخلیقی اظہاریہ ہے جس میں ہم ہر طرح کے موضوعات بخوبی تلاش کر سکتے ہیں۔ عابد خورشید کی نظموں میں سرشاری اور خود کلامی بھی اپنا رنگ دکھائی ہے وہ ماضی اور حال کا شاعر ہے بلکہ وہ آنے والے زمانے کی چاپ بھی سن رہا ہے:

عجب نشہ تھا
ہر اس لمس کا
جس میں ذرا سی چھب دکھا کر اوٹ میں
چھپنے کی خواہش تھی
بدلتے منظروں کی بے رخی بے اعتنائی بھی
رگوں میں آگ بن کر پھیل جاتی تھی
سمندر اپنی آنکھوں میں چھپائے

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No.4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ریگ زاروں پر بھٹکتے تھے
مگر سرشار رہتے تھے

(عجیب نشہ تھا)

عابد خورشید کی نظموں میں انسانی کرب انفرادی اوراجتماعی سطح پر نمودار ہوتا ہے وہ انسان کے ازلی دکھوں کو بیان ضرور کرتا ہے تاہم انھیں کسی بھی طرح نوحہ نہیں بننے دیتا۔اس کی نظموں میں حیاتِ انسانی کے تمام روپ سروپ جھلملاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ڈاکٹر وزیر آغا کہتے ہیں:

" نظم بنیادی طور پر تاثرات کے تجزیاتی مطالعے کا ایک وسیلہ ہے اور اس خاص میدان میں اس کا کوئی حریف نہیں"(۵)

وہ محبت کے موضوعات کو بھی اپنی تخلیقی گرفت میں لاتا ہے اور خوب لاتا ہے اس ضمن میں عابد خورشید کی نظم "یا محبت" بہت اہمیت کی ہے کیونکہ وہ اس نظم میں محبت کی مختلف اشکال کو ابھارتا ہے،اس نظم کا آغاز غیر روایتی انداز میں ہوتا ہے یہ غیر روایتی انداز ہی عابد خورشید کے اسلوب کی تعمیر کرتا ہے۔نمونہ کلام ملاحظہ ہو

محبت: گیس کا چولہا نہیں ہے
کہ جسے ماچس دکھاؤ تو وہ بھک سے جل اٹھے
محبت: دھیرے دھیرے گیلی لکڑیوں کے سلگنے کا عمل ہے
محبت: گدلے پانی میں تڑپتی مچھلیوں کا رقص ہے
محبت: چین میں الجھا ہوا ایسا دوپٹہ ہے کہ جس کی اک گرہ سے آنکھ میں
اودھم مچاتی پتلیاں باہر نکل آئیں
محبت: ریل گاڑی کی لرزتی کوک ہے جس کو زمیں کی آخری تہہ سے نکلنا ہے
افق سے پار جانا ہے

(یا محبت)

عابد خورشید محبت کے مخفی جوہر کو آشکار کرتے ہوئے اشیاء اور مظاہر فطرت کے ساتھ مناسبت پیدا کرتا دکھائی دیتا ہے وہ انسان کے قلب و نظر اور فکر و ہنر کو محبت کی نئی اشکال سے آشنا کرتا ہے اور یہی عابد خورشید کی انفرادیت اور امتیاز ہے۔

حوالہ جات

۱۔ انور جمال،پروفیسر،"ادبی اصطلاحات"، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد،۱۹۹۸ء، ص۱۱۲
۲۔ حنیف سرمد،ڈاکٹر،(مضمون) مشمولہ "گنجینہ خورشید" ترتیب و تہذیب متن ڈاکٹر جمیل الرحمان،ماہوزا،فیصل آباد،ص۶۹
۳۔ جیلانی کامران،"نئی نظم کے تقاضے"،مکتبہ معیار،لاہور،۱۹۶۵ء،ص۱۰۸
۴۔ حنیف سرمد،ڈاکٹر،(مضمون) مشمولہ "گنجینہ خورشید" ترتیب و تہذیب متن ڈاکٹر جمیل الرحمان،ماہوزا،فیصل آباد،ص۶۵
۵۔ وزیر آغا،ڈاکٹر،"تنقید اور احتساب"،جدید ناشرین،لاہور،۱۹۶۸ء،ص۴۶

☆☆☆☆☆